مسجد ضرار کا حکم، احکام، ومسائل

دارالافتاء جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان

استفتاء:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں جس میں دو اشخاص کا اختلاف ہے ایک کا نام شفیق ہے اور دوسرے کا نام سلطان محمود ہے۔

شفیق کا بیان:۔

میں نے ایک مدرسہ اور مسجد بنایا ہے اس کو زمین وقف کی ہے جس میں حفاظ کی دستار بندیاں تقریباً چار، پانچ سال سے جاری ہیں اور مسجد میں چار، پانچ سال سے نماز با جماعت ہوتی ہے سلطان محمود کے قوم نے مدرسہ اور مسجد بنانے میں مدد کے لئے مجھے چندہ بھی دیا ہے اب سلطان محمود اور اس کا قوم مخالف بن گئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مدرسہ اور مسجد منہدم ہونا چاہئے قوم بھی یہی کہتا ہے اول اس لئے کہ یہ مسجد ضرار ہے اس کے تقریباً دوسو گز کے فاصلے پر میرے استاد کا مسجد ہے اور استاد بھی یہی کہتا ہے کہ مسجد ضرار ہے دوم اس لئے کہ یہاں ایک تالاب ہے جس سے عورتیں مٹکے بھر لاتے ہیں اور ساتھ مدرسہ ہے چونکہ طالبان اسلام کا ہجوم ہوتا ہے لہٰذا کسی بھی وقت کوئی ناخوشگوار واقعہ بن سکتا ہے۔

نوٹ:

یہ تالاب مدرسہ سے دور اور محمود کے گھر کے قریب اور دونوں کے درمیان ایک سڑک بھی ہے سلطان محمود کشاف کا حوالہ بھی دیتے ہیں ۔شفیق ''خیر الفتاویٰ'' امداد الاحکام'' معارف القرآن'' درس قرآن آپ کے مسائل اور ان کا حل وغیرہ سے عدم انہدام کا حوالہ دیتے ہیں شریعت کی رو سے کون صحیح ہے۔

مستفتی: محمد ابراہیم لنڈی واہ ضلع وتحصیل لکی مروت قوم نوازی خیل

الجواب وباللہ التوفیق:۔

1: بلاضرورت شرعیہ اتنے قریب میں دوسری مسجد بنانا نامناسب ہے لیکن اگر شرعی عذر کے بناء پر دوسرا مسجد بنالیا گیا مثلاً صلح کی کوشش کرانے کے باوجود اختلافات رفع نہ ہوسکیے تو آپس میں اختلافات رفع کرنے یا کسی اور ضرورت سے دوسری مسجد بنائی گئی ہو تو کوئی گناہ اور حرج نہیں لہٰذا اگر کسی ضرورت کے تحت بنالیا گیا ہو تو اس میں چندہ دینا درست ہے۔

2: اس مسجد میں نماز بلاشبہ درست ہے اور اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا پہلی مسجد میں بشرطیکہ نیت بری نہ ہو۔

3: یہ مسجد بھی تمام مساجد کی طرح واجب الاحترام اور تمام احکام میں مساجد کا حکم رکھتی ہے۔

4: مسجد ضرار کے احکام اس پر جاری نہیں ہو سکتے کیونکہ مسجد ضرار کے لئے بہت سی شرطیں بھی ہیں جو یہاں موجود نہیں۔ امداد المفتین ص ۷۷۵،۷۶۶،ج۲)

5: اس مسجد کا ھدم اور انہدام کسی صورت میں جائز نہیں چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع اسی طرح ایک سوال کے جواب میں یوں ارقام فرماتے ہیں جو مسجدیں بنی ہیں وہ بہر حال واجب الاحترام اور تمام احکام میں مساجد کا حکم رکھتے ہیں (امداد المفتین صفحہ۷۶۵،ج۲)

6: حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں مسجد ضرار کسی حال میں نہیں مسجد ضرار اس وقت ہوتی جب کہ اس کے بناء مسجد کی نیت سے نہ ہوتی محض صورت مسجد کی ہوتی ہے جیسے منافقین نے بنائی تھی اور جب کہ نیت مسجد بنانے کی ہو گو خود نیت میں خالص نہ ہو تو وہ مسجد ضرار نہیں (امداد الفتاویٰ ج۲صفحہ ۶۷۰)

7: جس مسجد ضرار کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ ہے جس کی نسبت قطعی دلیل وحی سے ثابت ہے کہ وہاں مسجد بنانے کی نیت نہ تھی محض صورت مسجد ضرار اسلام کے نیت سے بنائی تھی سو جس مسجد کا بانی دعویٰ نیت بناء مسجد کا کریں اور کوئی قطعی دلیل اس کی مکذب نہ ہو اس کو مسجد ضرار کیسے کہا جا سکتا ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ ایسی مسجد کے انہدام اور اس میں القاء کناسہ کو جائز کہا جاوے۔ ''لان الشئی اذا ثبت ثبت بلوازمہ'' اور اس کا کوئی قائل نہیں پس ثابت ہوا کہ ایسی مساجد مسجد ضرار میں تو داخل نہیں (امداد الفتاویٰ ج۲صفحہ ۶۷۱)

قال ابن نجیمؒ: واذ اقسم اهل المحلة المسجد وضربوا فيه حائطاًولكل منهم امام علىٰ حدة وموذنهم واحد لاباس به"(البحر الرائق ج٦، صفحه ٣٥ باب مايفسد الصلوٰة وما يكره فيها)

قال الحصكفيؒ: وجعل المسجدين واحد اوعكسه لصلوٰة (الدر المختار على صدر ردالمحتار ج ا صفحه ٦٦٣ احكام المساجد)وَمثله فى الهندية ج ٥ صفحه ٣٢٠ كتاب الكراهية) تفسیر کشاف کے حوالے کی تاویل بھی یہی ہے جو اوپر امداد الفتاویٰ کے عبارت سے مذکور ہوا۔

نوٹ:

جب ایک بار مسجد بن گیا اور اس میں عرصہ دراز سے نمازیں وغیرہ ادا کی جاتی ہے تو اس کو کسی بھی صورت میں توڑنا جائز نہیں مسجد ضرار جو زمانہ منافقین میں تھا اس کے لئے شرائط کثیرہ ہیں جو یہاں مفقود ہیں۔ لہٰذا یہ مسجد مسجد ضرار کی حکم میں نہیں آسکتا تفسیر کشاف میں آداب المساجد کی عبارات بھی اسی پر شاہد ہے **(از عزیز الفتاویٰ واللہ اعلم بالصواب)**

قرآن کریم میں ذکر شدہ مسجد ضرار کی تعریف اور شرائط:۔

عزیز الفتاویٰ میں حضرت مفتی محمد شفیعؒ ارشاد فرماتے ہیں مسلمانوں کی بناء کردہ مسجد پر حکم مسجد ضرار نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ مسجد ضرار کفارہ

ومنافقین کی بناء کردہ تھی اوران کی بدنیتی اورفساد وتفریق کے لئے بنانا وحی قطعی سے معلوم ہواتھا مسلمانوں کے بناء کردہ مساجد پر یہ حکم کیسے جاری ہوسکتا ہے(عزیز الفتاویٰ ج اصفحہ ۲۰۴،۲۰۵)دوسری جگہ ارشاد ہے۔''اور حسن الظن بالمؤمنین مامور بہ'' ہے لہٰذا کسی مسلمان کی بناء کردہ مسجد کو حکم مسجد ضرار کا نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ ایسا تعین نہیں ہوسکتا کہ بانی نے مسجد بغرض اضرار مسجد ثانی وریأء وسمعۃ بنائی ہے۔ بخلاف مسجد ضرار کہ اس کا بناء فساد اور بانیین کی نیت کا فساد وحی قطعی سے معلوم ہو چکا ہے۔

تیسری شرط مسجد ضرار کا ذکر کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں ارشاد ہے۔

الجواب: ہر گاہ نیت بانین مسجد ثانی اضرار کسے نیست وبنائش کفراً وتفریقاً بین المؤمنین نیست وارصاد اُلمن حارب الله ورسوله نیست چگونه او مسجد ضرار گفته شود که دربودن مسجد ضرار چهار شرط ذکر فرموده اندوالذین اتخذوا مسجداً ضراراو کفراً وتفریقاً بین المؤمنین وارصاداً لمن حارب الله ورسوله(فافهم وتدبر فان الظن اکذب الحدیث اهـ (عزیز الفتاویٰ ج اصفحہ ۲۶)حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ،مولانا مفتی محمد شفیع کے اس تحریر پر تعلیق کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

قولہ مسجد اضرار اصل میں وہ مسجد تھی الیٰ قولہ مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی اقول۔ ماشاء اللہ مؤلف سلمہ نے اس کی تعبیر میں کہ مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی نہایت احتیاط کا استعمال کیا ہے ورنہ اکثر اہل جرات ایسی مسجد کو جس کی بناریاء یا مراء پر ہو مسجد ضرار ہی کہہ دیتے ہیں جس سے ابہام ہوتا ہے کہ وہ مسجد ہی نہیں جیسے مسجد ضرار مسجد ہی نہ تھی اور ابہام ہوتا ہے کہ اس کا ہدم یا بے حرمتی بھی جائز ہے جیسے مسجد ضرار کے ساتھ یہی عمل کیا گیا تو مشابہ لفظ بڑھا کر ان سب محذورات کو دفع کر دیتا ہے یعنی انتفاء ثواب وفساد غرض میں اس کے مشابہ ہے نہ کہ انتفاء مسجدیت میں بھی کیونکہ منافقین کی تو نیت ہی مسجد بنانے کی نہ تھی۔ تلبیس وتدلیس کے لئے اس کا نام مسجد رکھ دیا تھا اور مسلمان خواہ کسی غرض سے مسجد بنادے نیت اس کی مسجد بنانے کی ہوتی ہے اس لئے اس کا سب احکام مثل الصلوٰۃ ووجوب احترام وغیرہما مسجد کے ہوں گے۔ پس عدم قبول میں اس کے لئے حکم وہی ہوگا جیسا کہ ابھی مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد کا مذکورہ ہوا البتہ اتنا تفاوت ہوگا کہ اس کی اصلاح کی کوئی صورت ہی نہیں اور اس کی اصلاح توبہ سے ہوسکتی ہے یعنی بعد توبہ کے بناء ہوجاوے گی۔ وھذا ایضاً زدته ولم یستفسرمنی اهـ(امداد الفتاویٰ ج ۲،۲۵۵)قال العلامه التهانویؒ فی بیان القرآن تحت هذه الایة ج ١١،صفحه ١٤٣)

مسئلہ:۔ اس قصہ سے جو بعض علماء نے مستنبط کیا ہے کہ جو مسجد تفاخر وریا کے لئے بنائی جاوے وہ مسجد نہیں مجھ کو اس میں کلام ہے کیونکہ مقیس علیہ میں تو درحقیقت مسجد بنانے کے موجب نہ تھا بخلاف مقیس کے کہ وہ مسجد بنانے کے موجب تقرب سمجھتا ہے گو اس میں نیت فاسد تو ہوتو فساد نیت کو فساد عقیدہ پر قیاس مع الفارق ہے۔ اور مجتہد مذہب سے یہ جزئیہ کہیں منقول نہیں دیکھا گیا اس لئے کلام ظاہری میں وہ مسجد ہے گو عنداللہ مقبول ہو یا نہ ہو مسجدیت اور مقبولیت میں تلازم نہیں نہ ایک جانب سے نہ دونوں جانب سے۔'' والفقهاء ایضاً لم یشترطوافی حصة شرائط الوقف ان لا یکون ریاً ومباهاة بل اشترطوا ان یکون قربة ذاته حتی یصح وقف

المسجد من الذمی اھ۔قال العلامة الشیخ الأجل مولانا احمد المعروف بملا جیون صاحب التفسیرات الاحمدیة فی المنیة المقصود من الکلام تتمیم مسئلة المساجد المذکورة بماینا سبھا والتنبیه ان قبح المکان بمثل ھذہ الوجوہ لایفسد الصلاة ولا یکرھما وان کان موجبا للاثم والتنبیه ونھی الصلاة فی مسجد الضرار مخصوص بہ فلا یتعدی الیٰ ملحقاته اھ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بحوالہ فتاویٰ مفتی محمود ج ا صفحہ ۳۸۴،۳۸۵)

2:صورت مسئولہ میں دوسرے شق (مدرسہ) کے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ عرصہ دراز سے اس زمین میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہنا اس بات کی بین شاہد ہے کہ یہ زمین اور عمارت مدرسہ کے لئے وقف کی گئی ہے یعنی یہ زمین ابتداء درس سے ہی وقف شمار ہوگا۔اگر صریح وقف نہ بھی ہو تو نفس ہبہ اور اعطاء کے لفظ سے بھی دائمی حقوق دیئے جاتے ہیں اس لئے کہ فقہاء کی تصریحات کی روشنی میں ''ہبہ'' اور ''اعطاء'' سے بھی وقف صحیح ہے لہٰذا یہ زمین اور عمارت وقف شدہ زمین ہوگی جس کے وجہ سے اس پر کسی کی ملکیت اور دعویٰ درست نہ ہوگا کما فی الھندیة:ولو قال وھبت داری للمسجد او اعطیتھا له صح ویکون تملیکاً فیشترط التسلیم کمالو قال وقفت ھٰذہ المائة للمسجد یصح بطریق التملیک اذاسلمه للقیم اھ۔ھندیة(ج ۲،صفحہ ۱۴۲)

ونظیرہ ما فی الھندیة:فی کتاب الوقف الفصل الثانی''رجل اعطیٰ درھما فی عمارة المسجد او نفقة واثبات المسجد او مصالح المسجد صح لانه ان کان لا یمکن تصحیحه وقفاً یمکن تصحیحه تملیکاً بالھبة للمسجد واثبات الملک للمسجد علیٰ ھٰذا الوجه صحیح فیتم بالقبض کذا فی الواقعات الحسامیه اھ۔ھندیة ج ۶،صفحہ ۴۲۵)ومثله فی امداد الاحکام ج ۳ صفحہ ۱۲۰)

کتبہ: نیاز الرحمن دارالافتاء جامعة المرکز الاسلامی الجواب صحیح:نعمت اللہ حقانی

خوشخبری

﴿جدید فقہی مقالات 9 جلدوں میں﴾

الحمد للہ! کہ اہل علم کے شدید اصرار پر پہلی بنوں فقہی کانفرنس 1996ء ،دوسری بنوں فقہی کانفرنس 1998ء ،ایبٹ آباد فقہی سیمینار 2001ء ، اسلام آباد فقہی سیمینار 2003ء کو مختلف موضوعات کے لحاظ سے تقسیم کر کے 9 جلدوں میں اس کی جدید ترتیب مکمل کی گئی ہے۔اور عنقریب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر افادہ عام کے لئے شائع کئے جارہے ہیں۔احباب اپنی کاپی محفوظ کرنے کے لئے رجوع کر سکتے ہیں۔

برائے رابطہ:ڈاکخانہ جامعہ المرکز الاسلامی ڈیرہ روڈ بنوں (پاکستان) فون نمبر۔0928-331351 فیکس۔331355

موبائل:ناظم دفتر جدید فقہی تحقیقات 0300-5895338, 0300-5768856 اکاؤنٹ نمبر:1813 حبیب بینک لکی گیٹ بنوں۔

ای میل ایڈریس:almarkazulislami@maktoob.com